وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا (بنی اسرائیل: 23)

الجنۃ تحت اقدام الامہات (مسند احمد)

ماں

ماں کے موضوع پر لکھی جانے والی
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی ایک اثر انگیز تحریر
جس کا عمیق مطالعہ آپ کے جذبوں کو نئی جلا بخشے گا۔

ترتیب و تحقیق
محمد متین خالد

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

ماں

ماں کے موضوع پر لکھی جانے والی سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی ایک اثرانگیز تحریر جس کا عمیق مطالعہ آپ کے جذبوں کو نئی جلا بخشے گا۔

محمد متین خالد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ریلوے روڈ نزد تحصیل موڑ ننکانہ صاحب
:0300-8572511, 0300-4839384

نوٹ: یہ کتابچہ معروف مصنف، غرقابِ محبتِ رسول ﷺ، درویش صفت شخصیت، برادرِ گرامی جناب محمد جاوید چوہدری (سابق اسسٹنٹ ڈائریکٹر سٹیٹ بینک آف پاکستان، لاہور) کی شہرۂ آفاق کتاب "ماما زندہ باد" سے متاثر ہو کر لکھا گیا۔

انتساب!

اُم رسول ﷺ، سیّدہ کائنات، پیکرِ عفت وعصمت، معدن آبروئے مخدراتِ عالم نسوانیت

حضرت سیّدہ بی بی آمنہؓ

کے نام

جن کی گود سرورِ کشورِ رسالت ﷺ کی جلوہ گاہ بنی، جن کی خدمت کو حضرت آسیہؓ اور حضرت مریمؑ آئیں، جن کی چاکری کے لیے حورانِ خلد حق غلامی بجا لائیں، جن کے جسدِ معظم نے خاک ابوا کو رشکِ قمر کر دیا، جن کی بدولت ماں کا پاکیزہ رشتہ جمال وکمال کی عظمتوں سے مالا مال ہوا اور جنت ماں کے قدموں میں آئی!!

ماں مشیت کی عنایت، رحمتِ رب جہاں
باعثِ تسکین ہستی، لطف و رحمت کا نشاں
دستِ شفقت ماں کا ہے، وجہِ قرارِ جان و دل
ماں کے قدموں میں نہاں ہے جنت عالی نشاں

ماں کہنے کو تو تین حروف کا مجموعہ ہے مگر اپنے اندر کل کائنات سمیٹے ہوئے ہے۔
ماں کی عظمت اور بڑائی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اُس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو اُنہیں اُف تک مت کہو اور اُنہیں مت جھڑکو، اور جب اُن سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو اُن کے لیے تواضع وانکسار کے پَر رحمت (ومحبت) سے اور عرض کرو، اے میرے پروردگار! اِن دونوں پر رحم فرما جس طرح اُنہوں نے (بڑی محبت و پیار سے) مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔ (بنی اسرائیل: 23، 24)

ماں باپ کے لیے برابر دعا کرتے رہیے اور ان کے احسانات کو یاد کر کے رب کے حضور گڑگڑایئے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لیے رحم و کرم کی درخواست کیجیے۔ جب بھی فارغ وقت ملے تو اپنے والدین کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں کیونکہ والدین کے ساتھ گزرا ہوا وقت قیامت کے دن نجات کا باعث بنے گا۔ والدین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ اولاد تہہ دل سے ان کے ساتھ محبت کرے۔ رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں تعظیم ملحوظ رکھے۔ ان کی شان میں تعظیمی کلمات ادا کرے، انھیں راضی اور خوش رکھنے کی سعی کرے۔ اپنے عمدہ مال کو ان پر خرچ کرے، ان کی حکم عدولی نہ کرے۔ انھیں کسی طرح رنج نہ پہنچائے۔ اگر وفات پا جائیں تو اُن کے لیے مغفرت کی دعائیں کرے، صدقات دے جیسا کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کا کیا نقصان ہے جو ماں باپ کے نام سے صدقہ دے تا کہ ان کو ثواب ملے اور اس کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہو۔''

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے صحابہ کرام! (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی ہاں! یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔ (صحیح بخاری)
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی آدمی کے ماں

باپ (یا دونوں میں سے کوئی ایک) انتقال کر جائیں اور وہ ان کی زندگی میں نافرمان رہا (پھر اس کو ہوش آ گیا) تو وہ برابر ان کے حق میں دعا کرتا اور ان کی بخشش کی استدعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو والدین کا فرمانبردار قرار دے کر نافرمانی کے وبال سے بچا لے گا۔" اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو اُس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا، یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا۔ یاد رہے حضرت حارثہؓ اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنت میں ایک شخص کا درجہ بلند کیا جائے گا اور دریافت کرنے پر اسے بتایا جائے گا کہ یہ درجہ تمھاری اولاد کے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرنے کے باعث بلند ہوا ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کے رزق میں اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے اور اُن پر صلہ رحمی کرے۔" ......حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں کبھی نماز شروع کرتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں نماز کو طویل کر دوں لیکن پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ (نماز میں شریک) ماں کے دل پر بچے کے رونے سے کیسی چوٹ پڑتی ہوگی۔" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ہر جمعہ کو والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے والدین کا فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے۔"

حضور سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مطہر سے جنم لیا اور چھ سال کی عمر تک اُن کی آغوش میں پلے بڑھے۔ اِس لحاظ سے ام رسول ﷺ حضرت سیدہ بی بی آمنہؓ تمام خواتین عالم میں امتیازی مقام رکھتی ہیں۔ غزوہ بدر سے پہلے حضور رسالت مآب ﷺ صحابہ کرامؓ کی معیت میں غزوہ ابوا کے لیے گئے تو غزوہ سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ سیدہ آمنہؓ کی قبر کی زیارت کا اِذن پایا تو ابوا کے اُس مقام پر تشریف لائے جہاں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مدفون تھیں۔ والدہ کے قدموں میں آتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رقت طاری ہوگئی، مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا جسے دیکھ کر بے اختیار صحابہ کرامؓ بھی رو دیے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ایک صحابی

رسول نے تعجب سے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی آنکھوں میں آنسو؟ یعنی آپ تو فرمایا کرتے ہیں کہ مرنے والوں پر رونا نہیں چاہیے اور اب ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟ کہ آپ ﷺ جیسے مضبوط اعصاب کے مالک، بہادر اور جری انسان کی آنکھیں بھی نمناک ہیں۔'' اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا، اِس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ محبت کے آنسو ہیں یعنی یہ ایک بیٹے کی طرف سے اپنی والدہ محترمہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت واحترام ہے۔ اِن آنسوؤں کو کم حوصلگی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو محبت کا بے ساختہ اظہار ہیں جو اِس ''حرمِ محترم'' میں حاضری کا خراج عقیدت ہے۔ یہ ماں کے اِن قدموں میں، جن کے نیچے جنت ہوتی ہے، گلہائے عقیدت کے طور پر آنسوؤں کا گلدستہ ہے۔

حضور شفیع المذنبین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ یہ حدیث پاک ایک بہت بڑی بشارت کا درجہ رکھتی ہے اور ایک بہت بڑی عمرانی حقیقت کی ترجمان بھی ہے جسے نہایت بلیغ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ انسانی سطح پر اس کا مفہوم یہ ہے کہ ماں سکون و عافیت اور خیر و مسرت کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے اور جو بدنصیب فرد یا معاشرہ اس عظیم سرچشمے سے کٹ گیا، وہ دراصل جنت کی سی خوشیوں اور پرسکون فضاؤں سے محروم ہو گیا۔......واقعی ماں کے قدموں تلے جنت ہے! لیکن جنت کا حصول بھی تو بہت کٹھن ہے۔ اگر کٹھن نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو یہ نہ فرمانا پڑتا: ''اور ہم نے تاکیدی حکم دیا اِنسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ شکم میں اُٹھائے رکھا ہے اُسے اُس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اور اُس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے (اس لیے ہم نے حکم دیا) کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا (آخر کار) میری طرف ہی (تمھیں) لوٹنا ہے۔'' (لقمان:14)......قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے جس کا مفہوم ہے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور دنیا کے سارے سمندر روشنائی میں ڈھل جائیں تو بھی باری تعالیٰ کی صفات لکھنے کے لیے ناکافی ہوں گے۔ (کہف:109) اسی طرح والدین، خصوصاً ماں کے احسانات اور انعام و اکرام اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ اگر اولاد اپنی ساری زندگی ان کا شکر ادا کرنے پر لگا دے تو بھی کبھی حق ادائی نہیں ہو سکتی۔ ......فتح مکہ کے بعد ایک دن آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ اداس اور گہری سوچ میں ہیں۔ صحابہ کرامؓ اِس سوچ اور اداسی کا سبب پوچھتے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں: کاش میری والدہ زندہ ہوتی۔ میں (محمد ﷺ) نماز پڑھنے مصلے پر کھڑا ہوتا اور نماز شروع کر چکا ہوتا اور اُدھر

سے میری والدہ پکارتی ''محمد'' تو میں نماز چھوڑ کر کہتا لبیک! ''میری ماں!''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا، میرے ساتھ جنت میں کون ہوگا؟ ارشاد ہوا: ''فلاں قصاب تمہارے ساتھ ہوگا''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ حیران ہوئے اور اس قصاب کی تلاش میں چل پڑے۔ وہاں دیکھا تو ایک قصاب اپنی دکان میں گوشت بیچنے میں مصروف تھا، اپنا کاروبار ختم کر کے اس نے ایک گوشت کا ٹکڑا ایک کپڑے میں لپیٹا اور گھر کی طرف روانہ ہوگیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قصاب کے بارے میں مزید جاننے کے لیے بطور مہمان گھر چلنے کی اجازت چاہی۔ گھر پہنچ کر قصاب نے گوشت پکایا پھر روٹی پکا کر اس کے ٹکڑے شوربے میں نرم کیے اور دوسرے کمرے میں چلا گیا، جہاں ایک انتہائی کمزور بڑھیا پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی، قصاب نے بمشکل تمام اسے سہارا دے کر اُٹھایا، ایک ایک لقمہ اس کے منہ میں ڈالتا رہا، جب اس نے کھانا تمام کیا تو اس نے بڑھیا کا منہ صاف کیا، کھانا کھا کر بڑھیا نے قصاب کے کان میں کچھ کہا، جسے سن کر قصاب مسکرا دیا، اور بڑھیا کو واپس لٹا کر باہر آ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو یہ سب دیکھ رہے تھے، آپ نے قصاب سے پوچھا! یہ عورت کون ہے اور اس نے تیرے کان میں کیا کہا جس پر تو مسکرا دیا؟ قصاب بولا: اے اجنبی! یہ عورت میری ماں ہے، گھر پر آنے کے بعد میں سب سے پہلے اس کے کام کرتا ہوں تو خوش ہو کر روز مجھے یہ دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھے اور میں مسکرا دیتا ہوں کہ میں کہاں اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کہاں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے: میری محفوظ ترین پناہ گاہ میری ماں کی آغوش ہے۔ مزید فرمایا: اپنی زبان کی تیزی اُس ماں پر مت چلاؤ جس نے تمھیں بولنا سکھایا۔ ......حضرت امام حسینؓ نے فرمایا: خدا کی محبت دنیا میں کبھی دیکھنے کا شوق ہو تو فقط ایک بار اپنی ماں کی گود میں سو کر دیکھنا۔ ......امام حسن المجتبیٰؓ نے اپنی والدہ ماجدہ (سیدہ کائنات، شہزادیٔ کونین حضرت فاطمۃ الزہرؓا) کے ساتھ کھانا، کھانا چھوڑ دیا، ماں نے اس بات کو محسوس فرمایا، ایک روز فرمانے لگیں: حسنؓ میرا دل کہتا ہے کہ تم میرے ساتھ کھانا کھاؤ لیکن تم کھاتے نہیں ہو، کیا وجہ ہے؟ عرض کی ماں جی اور کوئی وجہ نہیں، بس ڈر لگتا ہے، کہیں آپؓ سے پہلے لقمہ نہ اُٹھا لوں اور بے ادبوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔ ......حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ''مجھے معلوم نہیں کہ ماں کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی سے بڑھ کر بھی کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔''

اقلیمِ محبت کے امام حضرت اویس قرنیؓ کو بھی اسلامی تاریخ میں ماں کی خدمت، اطاعت اور حسن سلوک کے حوالے سے خاص شہرت حاصل ہے۔ ایک موقع پر ماں کے سوال کرنے پر کہ ''اویس! تم مدینے جا کر رسول اکرم ﷺ کی زیارت اور صحبت سے شرف یاب کیوں نہیں ہوتے؟'' حضرت اویس قرنیؓ نے جواب دیا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: 'ماں' کے قدموں تلے جنت ہے۔ میں اس جنت کو کس طرح چھوڑ دوں؟'' آخر والدہ کے بے حد اصرار پر آپ مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ ان دنوں مدینے میں موجود نہیں تھے، انہوں نے اس موقع پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میرے اختیار میں ہو، تو میں پوری زندگی مدینے میں رہوں اور آپ ﷺ کے دیدار اور صحبت سے شرف یاب ہوں، لیکن یہ میرے اختیار میں نہیں، میری ماں بوڑھی اور خدمت کی طلب گار ہیں۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور جلد واپس یمن آنے کی تاکید کی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے یہ محبِ صادق اور آپ ﷺ کی زیارت کے طالب حضرت اویس قرنیؓ والدہ کے حکم کی تعمیل کرتے فوراً یمن روانہ ہو گئے اور زندگی بھر ماں کی بھرپور خدمت کرتے رہے، اسی بنا پر انھیں اسلامی تاریخ میں بلند اور منفرد مقام حاصل ہے۔ محمد بن منکدرؒ مشہور تابعی اور راوی حدیث فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ساری رات اپنی والدہ کے پاؤں دابتا رہا اور میرے بھائی ابوبکر بن منکدر رات بھر نماز پڑھتے رہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنی وہ رات ان کی رات سے بدل لوں۔'' حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ماں کی خدمت سے بڑھ کر کسی شے سے فیض نہیں پایا۔ ایک رات والدہ صاحبہ نے مجھ سے پانی مانگا۔ میں نے کوزے میں دیکھا تو وہ خالی تھا۔ پھر گھڑا دیکھا تو اس میں بھی پانی نہ پایا۔ میں دوڑتا ہوا ندی پر گیا اور وہاں سے پانی لایا۔ اسی اثنا میں والدہ صاحبہ سو گئیں۔ میں پانی کا کوزہ ہاتھ میں لیے ساری رات اس انتظار میں کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں تو پیش کروں۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ میرا ہاتھ ٹھٹھر گیا لیکن والدہ صاحبہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب وہ بیدار ہوئیں اور پھر پانی پی کر بے حساب دعائیں دیں، اسی دن میں نے دیکھا کہ میرا قلب انوارِ الٰہی سے معمور ہو گیا۔

صاحبانِ علم و دانش کا کہنا ہے: ماں کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے۔ ماں کی خدمت جنت کی ضمانت ہے۔ ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہان مہکتا ہے۔ ماں وہ ہستی ہے جو تہذیب کی بنیاد ڈالتی اور معاشرے کا روپ دھارتی ہے۔ دنیا میں ماں سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں۔ ماں کی ایک مسکراہٹ سارے غموں کا علاج ہے۔ ماں کی قدر کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ

تم سے ہمیشہ کے لیے دور چلی جائے اور تم پچھتاوے کی زندگی بسر کرو، اگر تمھاری ماں زندہ ہے تو تم سے زیادہ خوش قسمت اور کوئی نہیں۔ دنیا کا کوئی رشتہ ماں سے پکا اور زیادہ پیارا نہیں ہوتا۔ ماں کا غصہ وقتی طور پر ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی محبت، کوئی دوستی، ماں باپ کی محبت اور دوستی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ماں باپ کی خدمت کرو، ساری زندگی راحت و آرام سے بسر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ ''ماں'' پوری کائنات کا مظہر ہے۔ اسلامی تہذیب کی پوری عمارت ماں کی تعظیم و اطاعت پر قائم ہے۔ جس فرد، خاندان اور معاشرے نے ماں کو مرکزی حیثیت دی اور اپنے آپ کو اُس کی خوشنودی کے ساتھ وابستہ رکھا، اُس پر دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کے دروازے کھلتے چلے گئے اور آئندہ بھی کھلے رہیں گے۔ ماں کا وجود سرمدی روح ہے جو سراپا حسن و محبت ہے۔ ماں کی آہ وہ ہے جو سیدھی عرش پر جاتی ہے۔ ماں ایک ایسی شفقت ہے جو کبھی خالی دامن نہیں ہوتی۔ ماں ایک نغمہ ہے جس کا ترنم زندگی کا احساس دلاتا ہے۔ ماں ایک دعا ہے جو سدا قائم رہتی ہے۔ ماں ایک پھول ہے جس کی خوشبو سے یہ جہاں مہک اُٹھتا ہے۔ زندگی کی کتاب میں حسین ترین تحفہ ماں کی محبت ہے۔ ماں دھرتی پر نازل کردہ رب کا انمول خزانہ ہے۔ وہ گھر کہ جس میں ماں نہیں، وہاں درد کے سائے پلتے ہیں۔ قدرت نے اس کائنات کو حسین ترین اور نایاب تحفہ ماں کی شکل میں عنایت کیا۔ ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ ماں کا پیار سمندر کے مانند ہے جو ہر وقت جوش میں رہتا ہے۔ ماں اولاد کے لیے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتی ہے۔ ماں جو خود تو ہر دُکھ تکلیف برداشت کر لیتی ہے لیکن اپنے بچوں پر آنچ بھی نہیں آنے دیتی۔ ماں وہ ہستی ہے جو پل بھر میں اولاد کے سارے دکھ چن لیتی ہے۔ ماں اپنے آنچل سے ہمارے تمام اشک پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔ ماں کا دوسرا نام جنت ہے۔ ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔ محبت کی ترجمانی کرنے والی اگر کوئی ہستی ہے تو وہ صرف اور صرف ماں کی ہستی ہے۔ ماں محبتوں کی جولانگاہ اور شفقت و معصومیت کا گہوارہ ہے۔ اگر ماں کا دل ممتا سے خالی ہو جائے تو سلسلہ کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ بے غرض دعائیں دینے والی صرف ایک ہی ہستی ہے اور وہ ماں ہے۔ ماں کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط، سمندر سے زیادہ گہری، عطر سے زیادہ خوشبودار اور جنت سے بڑھ کر خوب صورت ہوتی ہے۔ ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پر دیکھ سکتا ہے۔ ماں علم کا گہوارہ، نور کا مینارہ، اخلاق کا فوارہ، ادب کا شہ پارہ، محبت کا دھارا اور روشن امید کا ستارہ ہے۔ ماں ایک

چھاؤں ہے جس کے تلے ستانے سے ساری تھکن اُتر جاتی ہے۔ ماں ایک دُعا ہے جو سر پر ہمیشہ سایہ فگن ہوتی ہے۔ ماں ایک مشعل ہے جو ہمیشہ تابندہ رہتی ہے۔ ایک بزرگ نے کہا تھا کہ جب میں اپنی ماں کی یاد میں روتا ہوں تو فرشتے میرے آنسو پونچھتے ہیں۔ ماں بیداری کے دوران میں بھی ہمارے اچھے مستقبل کے خواب دیکھتی رہتی ہے۔ بچے کے لیے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے، خواہ بچے کی عمر کتنی ہی ہو۔ جن لوگوں کے دلوں میں ماں کی عظمت کا احساس نہ ہو، وہ یقیناً بدقسمت اور بدبخت ہوتے ہیں۔ ماں وہ ہستی ہے جس کی تعریف کے لیے لغت میں الفاظ ہی نہیں ہیں۔ ماں کی دعا اولاد کے حق میں بہت تیزی سے قبول ہوتی ہے۔ ماں کی دعا میں جادو کا اثر ہے۔ ماں کہتے ہی ذہن میں ایثار و خلوص، بے لوث محبت اور سراپا خیر و برکت کا ایک پیکر ابھرتا ہے۔ ماں پریشان ہو تو کائنات بے چین ہو جاتی ہے۔ ماں کو دُکھ پہنچانے والا کبھی سکھی نہیں رہتا۔ ماں باپ کی نافرمانی موت سے پہلے موت کا اعلان ہے۔ دنیا میں کوئی چیز اتنی نازک نہیں جتنا ماں کا دل۔ ماں سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں، ماں سے بڑھ کر کوئی استاد نہیں۔ ماں کی آغوش انسان کی سب سے پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔ کسی نے پوچھا! ماں کیا ہے؟ سمندر نے کہا! ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اولاد کے ہر راز کو اپنے سینے میں چھپا لیتی ہے۔ بادل نے کہا! ماں ایک ایسی دھنک ہے جس میں ہر رنگ موجود ہوتا ہے۔ ماں کی خوشیوں کی خاطر اپنی خوشیوں کو قربان کرنے والا خدا کے قریب ترین ہے۔ فقط ایک ماں ہے جو کبھی انتقام نہیں لیتی۔ دنیا میں سب سے بڑا گناہ ماں کا دل دکھانا ہے۔ ایک دفعہ نپولین سے کسی نے پوچھا کہ فرانس کو اس وقت سب سے زیادہ کس چیز کی ضرورت ہے، اس نے معاً جواب دیا ''ماؤں کی''۔ اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی، اگر دنیا پھول ہے تو ماں اس کی خوشبو۔ ماں زندگی کے اندھیرے میں اُجالا ہے۔ ماں ''جھرنوں کا تبسم'' ہے جو ہنستی ہے تو پوری کائنات میں پھول کھل جاتے ہیں اور جب روتی ہے تو فرش سے عرش تک ہر چیز روتی ہے۔ بدبخت ہے وہ انسان جو ماں کو رُلاتا ہے۔ محبت کی ترجمانی کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف ماں ہے۔ اس بات سے ہمیشہ ڈرو کہ ماں غصے سے کہیں آسمان کی طرف ہاتھ نہ اُٹھا لے۔ رات کی عبادت سے افضل، بیمار ماں کی تیمارداری ہے۔ ماں وہ ہستی ہے جس کی پیشانی پر نور، آنکھوں میں ٹھنڈک، الفاظ میں محبت، آغوش میں دنیا بھر کا سکون، ہاتھوں میں شفقت اور پیروں تلے جنت ہے۔ ماں، کربلائے زیست میں ابر بہار ہے۔ ماں، جیسی ہستی دنیا میں کہاں؟ ماں کی دعاؤں کا فیض

قبر سے بھی جاری رہتا ہے۔ ماں خلوص و مہر کا پیکر، محبت کا خمیر، خدا کا رحم اور دنیا میں جنت کا سفر ہے۔ ماں کا سچا پیار اور ایثار ضرب المثل ہے۔ ماں، اللہ تعالیٰ کا بہترین تحفہ ہے۔ ماں کی دعا جنت کی ہوا ہے۔ ماں وہ ہستی ہے جس کو ایک نظر پیار سے دیکھ لینے سے ایک مقبول حج کا ثواب مل جاتا ہے۔ ماں کی پرنم آنکھیں سخت سے سخت دل کو موم کر دیتی ہیں۔ زندگی کی تمام مسرتیں پیار سے ''ماں'' کہتے ہی مل جاتی ہیں۔ دنیا میں ماں سے زیادہ ہمدرد ہستی کوئی نہیں۔ ماں ایثار اور قربانی کا مجسمہ ہے۔ ماں روشنی کا ایک منارہ ہے۔ ماں بے غرض خدمت کی علامت ہے۔ ماں، کس قدر مٹھاس ہے اس ایک سہ حرفی لفظ میں۔ ماں کا لفظ ادا کرتے ہی ذہن محبت، شفقت، ایثار اور اخلاص کے گہرے تصور میں ڈوب جاتا ہے۔ اگر ہم بہترین قوم کے خواہش مند ہیں تو ہمیں بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی۔ عظیم مائیں عظیم بچوں کو جنم دیتی ہیں۔ 'بچہ بیمار ہو تو ماں کو دعا مانگنے کا سلیقہ خود بخود ہی آ جاتا ہے۔' جس انسان نے ماں باپ کو پرورش کرتے ہوئے دیکھا اور انھیں نہ مانا، اس نے خدا کو دیکھے بغیر کیا ماننا ہے۔ ماں کی آغوش ایسی عالم پناہ کوئی نہیں۔ ماں کی تخلیق ہر آرٹسٹ کی تخلیق سے عظیم تر ہے۔ ماں سے محبت کرتے ہوئے اس کا چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔ ماں! کائنات کی وہ خوب صورت ترین ہستی ہے جس کا تصور کرنے سے بڑھاپے میں بھی انسان اپنے آپ کو بچہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ ماں کی گود میں انسان زمانے بھر کے غم بھلا بیٹھتا ہے۔ رب کائنات نے اس دنیا میں حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ پر اتارے گئے قرآن پاک کے بعد انسان کو کسی اہم چیز سے نوازا ہے، تو وہ ماں کی ہستی ہے۔ بے غرض دعائیں دینے والی صرف ایک ہستی ہوتی ہے اور وہ ماں ہے۔ جس کو ماں نے بددعا دی، اسے مرنے کے بعد دوزخ میں جانے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں، وہ زندگی ہی میں دوزخ کو دیکھ لے گا۔ دنیاوی رشتوں میں کوئی رشتہ ماں سے زیادہ گہرا، پیارا اور خوب صورت نہیں ہے۔ کتنا بدقسمت ہے، وہ شخص جو ماں کے ہوتے ہوئے اس کی محبت حاصل نہ کر سکے۔ جس کے دل میں اپنی ماں کے لیے محبت ہی محبت ہے، وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر شکست نہیں کھا سکتا۔ عورت ماں کے روپ میں اپنے بچوں کی غلطیوں، کمزوریوں کی انتہائی رازداری کے ساتھ پردہ پوشی کرتی ہے۔ ماں کو کبھی نہ ستاؤ، دنیا میں سب سے بڑا گناہ یہی ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے کبھی دکھ نہ پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں سے محبت کرے۔ اگر کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ ماں اس دنیا میں سب سے زیادہ مہربان ہستی ہے تو وہ کبھی ماں کی نافرمانی کا تصور نہ کرے۔

معلم کتنا ہی لائق اور کیسا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، اچھی ماں کا بدل نہیں ہوسکتا۔ مضبوط ارادے ماں بناتی ہے۔ سب سے خوب صورت اور شیریں پیار ماں کا ہے۔ اس مطلبی، بے مہر اور کھوکھلی دنیا میں کوئی چشمہ اتنا میٹھا، مضبوط اور مستقل نہیں، جتنا وہ چشمہ جو ماں کے دل میں موجزن ہوتا ہے اور وہ چشمہ ہے محبت کا چشمہ۔ نپولین نے کہا تھا کہ آپ مجھے اچھی مائیں دیں، میں آپ کو اچھی قوم دوں گا۔ ماں کی محبت کبھی بھی دکھاوے کے لیے نہیں ہوتی۔ جس دن آسمان سے مہر و محبت کی بارش ہوئی، اس دن اس بارش سے نو حصے ماں کو عطا کیے گئے۔

ماں......! دنیائے فردوس کے پرمسرت ترانوں میں وہ کشش نہیں اور نہ بربط شیریں سے نکلے ہوئے پرفضا نغموں میں وہ شیرینی ہے۔ پہاڑی جھرنوں کی سہانی آواز ایسی مسرور کن نہیں اور نہ ہی سمندری ہواؤں کے جلترنگ میں وہ لطافت ہے۔ ماہ چہاردہم کی تابانی اس قدر پرکیف نہیں اور نہ ہی حسین پھولوں کے حسن میں اس قدر دلکشی ہے۔ کائنات کی دلفریبیاں اس پیارے نام کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس کے تمام افسوں، ماں کے مقدس تبسم کے آگے ہیچ ہیں، اس ذرہ ناچیز کی طرح جو مہر عالمتاب کا مقابلہ کرنے سے معذور ہے۔ دنیا کی تمام مسرتیں اس ایک لفظ میں مجمع ہیں اور تمام لطافتیں اسی میں پوشیدہ! دہر کی تمام خوبیوں کا مجموعہ یہی مقدس ترین ہستی ہے اور محفل حیات کی آرائش جس کا وجود اس شیریں راگ سے کم نہیں جو سنسان اور تاریک راتوں میں سب کو متوجہ کر لیتا ہے اور از سرنو تازگی حیات عطا کرتا ہے۔...... ماں محبت ہے، سراپا محبت! ماں ایک نعمت ہے، نایاب نعمت! اس کا نعم البدل ناممکن ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں! جو اس بے بہا نعمت سے مالا مال ہیں جن کے سروں پر ماں کا مقدس سایہ ہے اور اس بدنصیب کا کیا ذکر جو اس مخزن لطف و کرم سے محروم ہے جس کی بہار حیات پر وقت سے پہلے ہی خزاں نے غلبہ پا لیا...... دنیا بھر کے نفیس، ذہین، عقیل اور عمدہ ترین انسانوں کی سب سے بڑی کمزوری اور سب سے بڑی طاقت ان کی ماں ہوتی ہے۔ اگر کوئی مجھ سے کہے کہ کروڑوں الفاظ پر مشتمل ڈکشنری میں سے صرف پانچ ایسے الفاظ منتخب کرو جو تمھیں انتہائی محبوب ہیں تو میں ان الفاظ پر ہی اکتفا کروں گا، محمد (ﷺ)، مکہ، مدینہ، ماں اور محبت۔ یہ عجب حسن اتفاق ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں ماں کے لفظ کی ادائی کے لیے جتنے الفاظ بولے جاتے ہیں، ان میں ''میم'' کا حرف مشترک ہے۔ میم کے حرف کی صوتی ترتیب اور آہنگ کچھ اس طرح ہے کہ جب اسے ادا کیا جاتا ہے، انسانی ہونٹ آپس میں دو بار ملتے ہیں۔ یہاں یہ لطیف و لذیذ عارفانہ نکتہ بھی ذہن

نشین رہے کہ جب ہونٹ لفظِ ''محمدؐ'' کا بوسہ لیتے ہیں تو قربتوں کی سرحدوں کو دو بار چھوتے ہیں، اسی طرح جب محبت کا لفظ ہونٹوں پر آتا ہے تو بھی وہ دو بار ملاپ کی لذت سے آشنا ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ محمد ﷺ اور محبت ہم معنی ہیں...... ہر ماں کی زندگی، دعائے مسلسل کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ماں تو سراپا دعا ہوتی ہے۔ اولاد تکلیف میں ہو تو ماں کو دعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کرب کے عالم میں ماں کا رواں رواں دست دعا ہوتا ہے۔

'میری ماں کی دعاؤں سے پریشان ہے میرا دشمن، وہ جب بھی وار کرتا ہے تو خنجر ٹوٹ جاتا ہے'۔

...... ماں اولاد کے ساتھ اپنا رشتہ کبھی ٹوٹنے نہیں دیتی، خواہ اس کی سانس کی ڈوری ٹوٹ جائے۔ ماں کی آنکھیں بند بھی ہو جائیں تو اس کی بے قرار روح جنت کے دریچوں سے اپنی اولاد کی جانب شفقت بھری نگاہوں سے تکتی رہتی ہے۔ ...... 'اُترنے ہی نہیں دیتی مجھ پہ کوئی آفت، میری ماں کی دعاؤں نے آسمان کو روک رکھا ہے'۔ ...... ماں تو جنت میں بھی مصلیٰ بچھائے اپنی اولاد کی سلامتی، ترقی اور تحفظ کی دعائیں مانگتی رہتی ہے۔ وہ جن کی مائیں زندہ ہیں، ان کی دعاؤں کی قبولیت کے لیے ماں کی رضا اور خوشنودی ہی اسمِ اعظم کا درجہ رکھتی ہے۔

'ابھی زندہ ہے ماں میری مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا، میں گھر سے جب نکلتا ہوں، دعا بھی ساتھ چلتی ہے'۔

...... ماں کا لفظ سنتے ہی دل عقیدت اور محبت کے جذبے سے معمور ہو جاتا ہے۔

شفقت مادری ایک ایسا گنجان سایہ ہے جس کے نیچے اولاد نشوونما اور تربیت کے مختلف مدارج طے کرتی ہے۔ یہ سایہ اگر دین واخلاق سے وابستہ ہو تو اس کے زیر سایہ تربیت پانے والی اولاد معاشرے کے لیے بہترین افراد مہیا کرتی ہے جو ملک وملت کے لیے قیمتی سرمایہ اور گنج گراں مایہ بنتے ہیں۔ سچ ہے کہ ماں کی گود اولین مدرسہ اور پہلی تربیت گاہ ہے۔ ...... تھامس ایڈیسن ایک مشہور زمانہ سائنسدان کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جب وہ بچہ تھا، سکول میں پڑھتا تھا، ایک روز سکول سے واپسی پر اس کے ہاتھ میں ایک بند لفافہ تھا، اس نے بند لفافہ اپنی ماں کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا: ''استاد نے دیا ہے کہ اپنی والدہ کو دے دینا''! ماں نے لفافہ کھولا، پڑھا اور پھر اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات تھی۔ تھامس ایڈیسن نے یہ منظر دیکھا تو اداس ہوگیا، پھر اس نے اپنی ماں سے پوچھا، ماں اس میں کیا لکھا ہے؟ ماں نے حوصلے سے آنسوؤں کو تھاما اور پھر اس نے کاغذ پہ لکھی تحریر کو اس طرح بلند آواز میں پڑھنا شروع کیا: ''تمہارا بیٹا ایک جینئس ہے، یہ سکول اس کے لیے بہت چھوٹا ہے اور یہاں اتنے اچھے استاد بھی نہیں ہیں کہ

اسے پڑھا سکیں، سو آپ اسے خود ہی پڑھائیں۔" ماں نے بچے کے بجھے ہوئے دل کو اپنے جملوں سے روشنی دی اور اگلے دن سے بچے کو خود ہی پڑھانا شروع کر دیا۔ برسوں بعد تھامس ایڈیسن ایک بڑے سائنسدان کے طور پر دنیا بھر میں مشہور ہو چکا تھا، اس کی محبت کرنے والی ماں مر چکی تھی، اسے اپنے خاندان کے پرانے کاغذات میں سے کوئی ایک کاغذ ڈھونڈنا تھا، کاغذ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اچانک وہی خط اس کے ہاتھ لگ گیا جو اس کے سکول کے استاد نے لکھا تھا۔ تھامس ایڈیسن نے وہ خط کھولا تو اس پر لکھا تھا: "آپ کا بیٹا ذہنی طور پر بے حد ناکارہ ہے، نالائق اور نکما ہے، ہم اسے اپنے سکول میں مزید نہیں رکھ سکتے"۔ تھامس خط پڑھ کر اسی اداسی میں چلا گیا جس میں ایک مرتبہ پہلے وہ بچپن میں گیا تھا، وہ بہت دیر اداسی میں سوچتا رہا، پھر اس نے اپنی ڈائری میں لکھا: "تھامس ایلوا ایڈیسن ذہنی طور پر ایک ناکارہ بچہ تھا، لیکن ایک عظیم ماں نے اسے صدی کا سب سے بڑا سائنسدان بنا دیا۔"

دسمبر کی ایک سہ پہر میں سکول سے نکلا تو آسمان پر کافی بادل چھائے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا بارش آنے سے پہلے گھر پہنچ جاؤں گا۔ ابھی آدھا فاصلہ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ کانپتا ہوا گھر پہنچا تو بھائی نے کہا، نظر نہیں آرہا تھا کہ بارش ہو رہی ہے۔ بہن نے کہا، تھوڑی دیر رُک جاتے تاکہ بارش ختم جاتی تب نکل آتے۔ ابا جی نے کہا، بیٹا جی بہت شوق ہے بارش میں بھیگنے کا، ٹھنڈ لگے گی تو لگ پتا جائے گا۔ اتنے میں ماں جی آئی، میرے سر پہ اپنا دوپٹہ رکھ کر بولی، کمبخت بارش تھوڑی دیر رُک نہیں سکتی تھی کہ میرا لال گھر پہنچ جاتا تو پھر آجاتی۔ اتنے میں پانی میرے گالوں پر سے ہوتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ مگر وہ بارش کا پانی نہیں تھا، ......'میں نے روتے ہوئے پونچھے تھے کسی دن آنسو، مدتوں ماں نے نہیں دھویا دوپٹہ اپنا'

......دوزخ نے کہا: ماں وہ ہستی ہے جو گناہ گار اولاد کو بھی بچا لیتی ہے۔ جنت نے کہا: ماں وہ ہستی ہے کہ جو مجھے بھی قدموں کے نیچے دبا دیتی ہے۔...... میں امی سے جھگڑ کر آنکھیں موندے اپنے بستر پر لیٹا تھا کہ کوئی میرے نزدیک آیا۔ میرے ماتھے پر ہلکے سے بوسہ دیا اور بالوں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے واپس چل دیا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ میری امی تھیں۔ بد تمیزی بھی میں نے کی اور منانے بھی وہ آئیں۔ میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں نے اللہ سے پوچھا کہ کیا تم بھی مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو؟ ابھی میرے سوال کی بازگشت بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جواب آیا! اگر نہ کرتا ہوتا تو ایسی ماں ہی کیوں دیتا......'ستارے جیسی روشن ہے میری

پیشانی اب، جب سے میری ماں نے اُسے چوما ہے۔'......ساری خوشیاں، سارے بندھن، سارے آنسو، سب غم، سارے رشتے، سارے ناتے، پیار، وفا اور جذبے سارے، میری ماں کے اِک آنسو سے، سارے بازی ہار گئے ......ایک رات میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ آہٹ سے میری آنکھ کھل گئی۔ سامنے موت کا فرشتہ کھڑا تھا۔ میں نے گھبرا کر پوچھا کہ یہاں کیسے؟ ملک الموت نے کہا کہ تیری ماں کو لینے آیا ہوں، میں اِک دم گھبرا گیا۔ دل تڑپا، آنکھ نم ہو گئی۔ میں نے کہا، ایک سودا کرتے ہیں، مجھے لے جاؤ، میری ماں کی زندگی بخش دو۔ اس پر ملک الموت مسکرایا اور کہا کہ لینے تو تجھے ہی آیا تھا، پر تجھ سے پہلے تیری ماں نے سودا کر لیا ہے......
کل رات بستر پہ مجھے اک آہٹ نے چونکا دیا۔ اک نرم ہوا کا جھونکا، میری پیشانی کو چھو گیا۔ آنکھ کھلی تو ماں کو دیکھا۔ کچھ ہلتے لب، کچھ پڑھتے لب میں دھیرے سے مسکرا دیا۔ ماں آج بھی اٹھ کر راتوں کو میری پیشانی کو چومتی ہے اور اپنے حصے کی بھی سب دعائیں مجھ پر پھونکتی ہے،

ایک مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش...... میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

ماں: ''بیٹا اگر میری آنکھیں خراب ہو جائیں تو تم کیا کرو گے؟'' بیٹا: ''میں تمھیں شہر لے جاؤں گا، وہاں علاج کراؤں گا'' ماں: ''اگر پھر بھی آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں تو؟'' بیٹا: ''میں پیسے خرچ کروں گا اور باہر علاج کرواؤں گا۔ ماں ہنس پڑی۔ بیٹا: ''اچھا ماں! اگر میری آنکھیں خراب ہو جائیں تو تم کیا کرو گی؟'' ماں: ''میرے لال میں تجھے اپنی آنکھیں دے دوں گی۔''......اگر تمہارے والدین نے تمھیں بچپن میں کسی شہزادے یا شہزادی کی طرح پالا تھا تو بڑھاپے میں تم بھی ان سے بادشاہوں جیسا برتاؤ کرو۔...... ماں کے لیے سب کو چھوڑ دینا لیکن سب کے لیے ماں کو مت چھوڑنا کیونکہ جب ماں روتی ہے تو فرشتوں کو بھی رونا آ جاتا ہے۔
......باپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے ماں کو شہر کے اولڈ ہوم میں داخل کرا دیا اور وہ سال میں ایک بار خیریت دریافت کرنے جایا کرتا تھا۔ ایک دن اولڈ ہوم سے فون آیا کہ اُس کی ماں کی طبیعت بہت خراب ہے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو ماں کی آخری سانسیں چل رہی تھیں۔ اُس نے ماں سے پوچھا، ماں میں تیرے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ ماں بولی بیٹا اس اولڈ ہوم میں نئے پنکھے لگوا دو کیونکہ یہ اکثر خراب رہتے ہیں۔ بیٹا حیران ہو کر بولا ماں، تو یہاں اتنے سال سے تھی، اب آخری وقت میں یہ فرمائش کیوں؟ ماں بولی! بیٹا میں نے تو جیسے تیسے وقت گزار لیا، ڈرتی ہوں کہ کل تیرے بچے جب تجھے یہاں چھوڑیں گے تو گرمی تجھ سے برداشت نہیں ہوگی۔......

......انسانی جسم میں درد کو برداشت کرنے کی قوت 45 del (پیمانہ) ہے۔لیکن ایک ماں زچگی کے وقت 57 del تک تکلیف برداشت کر جاتی ہے۔ یہ مقدار اتنی ہے جتنی 20 ہڈیاں بیک وقت ٹوٹنے کی تکلیف ہوتی ہے اور اس کے علاوہ 9 ماہ تک بچے کو پیٹ میں اُٹھانے کی تکلیف اور دیگر تکالیف سالہا سال تک اولاد کے لیے اُٹھائیں۔ ایسی ہی تکالیف اُٹھانے والی بے شمار عظیم مائیں، اپنی اولاد کے ہاتھوں مجبور ہو کر آج اولڈ ہوم میں پڑی ہیں!! ''ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے۔'' ......ماں باپ کی دوا کی پرچی اکثر گم ہو جاتی ہے مگر لوگ وصیت کے کاغذات بہت سنبھال کر رکھتے ہیں۔ ...... ''بیٹا آ کر کھانا کھا لو!'' امی آپ کو کتنی بار کہا ہے جب میں مصروف ہوتا ہوں تو مجھے ڈسٹرب نہ کیا کریں۔ آپ کو تو بس کھانے کی پڑی رہتی ہے، میں نے ابھی یہ پوری تقریر تیار کرنی ہے کل کے مقابلے کے لیے، کچھ دیر بعد والد صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ احمد یار! یہ میری بلڈ پریشر کی گولیاں ختم ہو گئی ہیں، یہ تو لا دو میڈیکل سٹور سے۔ ابو رہنے دیں، ایک دن کا ناغہ کر لیں گے تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ میں ابھی بہت مصروف ہوں، ملکی سطح کا تقریری مقابلہ ہے اور میرا آخری پیرا فائنل نہیں ہو رہا۔ والد نے پوچھا: موضوع کیا ہے تمہارا؟ بیٹے نے کہا موضوع ہے: والدین کی خدمت!

وہ لفظ ڈھونڈ رہا تھا لرزتے ہونٹوں سے......ضعیف باپ نے بیٹے سے بات کرنی تھی

ایک دن میں نے اپنی امی سے پوچھا کہ جن کی مائیں نہیں ہوتیں، ان کے لیے دعائیں کون کرتا ہوگا؟ وہ بولیں دریا اگر سوکھ جائے تو بھی ریت سے نمی نہیں جاتی...... میں نے ماں کے ہاتھوں میں ایک سیاہ تل دیکھا اور ماں سے کہا یہ دولت کا تل ہے۔ ماں نے اپنے ہاتھوں میں میرا چہرہ تھاما اور کہا دیکھو! میرے دونوں ہاتھوں میں کتنی دولت ہے۔...... بیٹا آج اتنی دیر سے گھر لوٹے ہو، کھانا لاؤں؟ اماں آپ بھی سو جایا کریں، میں خود آ کے کھا لیا کروں گا۔ اتنی فکر نہ کیا کریں۔ نہ بیٹا مجھے نیند نہیں آتی جب تک تو گھر آ کے کھانا نہیں کھا لیتا۔ اماں آپ نے بھی کھانا نہیں کھایا ہوگا، چلیں اب دونوں ساتھ میں کھاتے ہیں۔ ٹھہر میں گرم کر کے لاتی ہوں، مجھے پتا ہے تمھیں ٹھنڈا نہیں پسند۔ وقت کیسے بیت جاتا ہے۔ آج دس سال بعد رات گئے گھر لوٹا تو کسی کو اس کا انتظار نہیں تھا۔ کچن سے کھانا لیتے ہوئے اسے ماں یاد آ گئی۔ بیوی اور بچے سو رہے تھے۔ کھانا کھاتے اسے یاد آیا کہ وہ تو گرم کھانا کھاتا تھا۔ نوالہ اس کے حلق میں اٹک گیا۔ ماں، میری پیاری ماں! دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے وہ پھوٹ کر رونے لگا۔...... جو ماں

کی خدمت محبت کے ساتھ کرتا ہے، اسے یہ یقین کر لینا چاہیے کہ اس کے سر پر ہر وقت ماں کی دعاؤں کا سایہ موجود رہتا ہے جو اسے ہر مشکل سے بچا لیتا ہے۔...... کسی بھی بڑے درویش سے زیادہ طاقتور دعا، آپ کے والد اور والدہ کی ہے۔ ہم اُن کو نظر انداز کر کے کسی ''پیر بابا'' کسی ''سرکار'' کسی ''مخدوم'' کو تلاش کرتے کرتے ساری زندگی غارت کر دیتے ہیں۔...... زندگی میں دو بندوں کا بہت خیال رکھنا، پہلا وہ جس نے تمھاری جیت کے لیے اپنا سب کچھ ہار دیا یعنی تمہارا باپ، دوسرا وہ جس کی دعاؤں سے تم سب کچھ جیت گئے یعنی تمھاری ماں۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے: ''خالق کائنات نے ماں کے سینے میں اپنی رحمت اور اس کے رویے میں اپنی ربوبیت بھر دی ہے۔ یہ تو ممکن ہے، کوئی سمندر کی پاتال تک پہنچ جائے مگر کسی میں دَم نہیں کہ وہ ماں کے پیار کی پاتال پا سکے۔'' ماں کا وجود آخر ایسی نعمت تو ہے کہ ہندوستان کا فرماں روا اورنگزیب عالمگیر کہہ اُٹھا: ''ماں کے بغیر گھر قبرستان لگتا ہے۔'' ......گھر پہنچنے پر بچوں کا سب سے پہلا سوال ہوتا ہے، امی کدھر ہیں؟ امی سے کوئی کام نہ بھی ہو لیکن انھیں دیکھ کر دل کو بہت سکون ملتا ہے۔ ماں وہ انمول خزانہ ہے، جس کے چلے جانے کے بعد وہ کسی روپ میں نہیں ملتا۔ جن کی ماں نہیں ہوتی، وہ کھانے کی میز پر روٹھا نہیں کرتے اور اگر روٹھیں تو انھیں کوئی مناتا نہیں ...... آٹھ سالہ بچے کی ماں فوت ہوگئی۔ اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ ایک دن باپ نے اس سے پوچھا تمھیں پہلے والی ماں اور نئی ماں میں کیا فرق لگا؟ بیٹا معصومیت سے بولا، پہلے والی ماں جھوٹی تھی اور نئی والی سچی۔ باپ حیرانی سے، بیٹا وہ کیسے؟ بیٹا: پہلے جب میں مستی کرتا تھا تو ماں کہتی تھی تو مستیوں سے باز نہ آیا تو تجھے کھانا نہیں دوں گی۔ میں پھر بھی مستی کرتا تھا اور وہ مجھے پورے گاؤں سے ڈھونڈ کے لے آتی اور کھانا کھلاتی لیکن اب جب میں مستی کرتا ہوں تو نئی والی ماں کہتی ہے، اگر مستی سے باز نہ آیا تو کھانا نہیں دوں گی اور آج میں دو دن سے بھوکا ہوں۔ اس توں ٹھنڈی چھاں نئیں ملدی، دُوجی واری ماں نئیں ملدی۔

پیار کہتے ہیں کسے اور مامتا کیا چیز ہے؟
کوئی اُن بچوں سے پوچھے، جن کی مر جاتی ہے ماں

جب اِنسان اپنے ماں باپ کے لیے دُعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔...... ماں سے محبت کرو کیونکہ ماں کی پریشانی دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ''صفا مروہ'' کی سعی کو حج کا رُکن بنا دیا۔...... میرے لیے اس دنیا کا سب سے مشکل کام ماں کو یہ یقین دلانا ہوتا تھا کہ

مجھے بھوک نہیں لگی۔...... جب روٹیاں چار ہوں اور کھانے والے پانچ تو صرف ماں ہی کہتی ہے، مجھے بھوک نہیں......!! بُوعلی سینا نے کہا: اپنی زندگی میں محبت کی سب سے اعلیٰ مثال تب دیکھی جب سیب چار تھے اور ہم پانچ۔ تب ماں نے کہا: مجھے سیب پسند ہی نہیں۔ ایسا ایثار، محبت کا ایسا اظہار، بس ایک ماں ہی کر سکتی ہے۔...... جب ماں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ! چاند کی ٹھنڈک، شبنم کے آنسو، بلبل کے نغمے، گلاب کے رنگ، چکوری کی تڑپ، پھول کی چمک، کوئل کی کوک، سمندر کی گہرائی، دریاؤں کی روانی، موجوں کا جوش، کہکشاں کی رنگینی، زمین کی چمک، صبح کا نور اور آفتاب کی تمازت کو جمع کیا جائے تا کہ ماں کی تخلیق کی جائے۔ جب ماں کو اللہ تعالیٰ نے بنا لیا تو فرشتوں نے پوچھا: اے مالک دو جہاں! تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا؟ اللہ رب العزت نے فرمایا محبت!...... ماں کا چہرہ اتنا بابرکت ہے، تسبیح کے دانوں کی طرح، میں پیار سے دیکھتا گیا اور عبادت ہوتی گئی۔...... غزالِ چشم سے نکل کر غزالہ کے رخِ لالہ پر بہنے والے غم کے آنسو کے موتیوں کو چن چن کر سکھ کی لڑیوں میں پرونے والی پروقار ہاتھوں کی غمگسار انگلیوں کے پر اثر لمس کو شاید ماں کہتے ہیں۔...... ماں تب بھی روتی تھی جب بیٹا کھانا نہیں کھاتا تھا اور ماں آج بھی روتی ہے جب بیٹا کھانا نہیں دیتا۔...... ابا جی مجھے مارتے تھے تو امی بچا لیتی تھیں۔ ایک دن میں نے سوچا کہ اگر امی پٹائی کریں گی تو ابا جی کیا کریں گے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا ہوتا ہے، میں نے امی کا کہا نہ مانا۔ انہوں نے کہا کہ بازار سے دہی لا دو، میں نہ لایا۔ انہوں نے سالن کم دیا، میں نے زیادہ پر اصرار کیا۔ انہوں نے کہا کہ پیڑھی کے اوپر بیٹھ کر روٹی کھاؤ، میں نے زمین پر دری بچھائی اور اس پر بیٹھ گیا اور کپڑے میلے کر لیے۔ میرا لہجہ بھی گستاخانہ تھا۔ مجھے پوری توقع تھی کہ امی ضرور ماریں گی، مگر انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کہا: ''کیوں پتر! میں صدقے، بیمار تو نہیں ہے تُو؟'' اس وقت میرے آنسو تھے کہ رکتے ہی نہیں تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ کسی ایک کے چلے جانے سے زندگی رُک نہیں جاتی!! لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ لاکھوں کے مل جانے سے بھی اُس ایک ماں کی کمی پوری نہیں ہو سکتی!!...... کسی نے پوچھا، وہ کون سی جگہ ہے جہاں ہر غلطی معاف ہو جاتی ہے؟ چھوٹا بچہ مسکرایا اور کہا، میری ماں کا دل!!...... میں ایم بی بی ایس یا پی ایچ ڈی بھی کر لوں تو اپنی ماں کا چہرہ دیکھ کر اُن کی پریشانی نہیں بتا سکتا مگر! میری ماں بے شک اُسے اپنا نام بھی نہ لکھنا آتا ہو، مگر پھر بھی وہ میری مسکراہٹ کے پیچھے چھپا ہوا دُکھ اور میری آنکھوں کے اندر لکھی ہوئی پریشانی کو پڑھ لیتی ہے۔...... جب

ہمیں بولنا نہیں آتا تھا تو ہماری ماں بولے بنا سمجھ جاتی تھی اور آج ہم ہر بات پر کہتے ہیں چھوڑو ماں آپ نہیں سمجھو گی۔ ...... کہتے ہیں کہ پہلا پیار کبھی بھلایا نہیں جاتا، پھر پتا نہیں لوگ کیوں اپنے ماں باپ کا پیار بھول جاتے ہیں۔ ...... ایک بزرگ عورت اپنے بیٹے کے ساتھ باغ میں بیٹھی تھی کہ کوا پاس آ بیٹھا، اس نے بیٹے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بیٹے نے کہا یہ کوا ہے۔ تھوڑی دیر گزری تو ماں جی نے پھر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بیٹے نے کہا یہ کوا ہے۔ ماں جی نے پھر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بیٹا غصے سے بولا کتنی دفعہ بتاؤں کہ یہ کوا ہے۔ ماں جی ہنسیں اور بولیں کہ بیٹا! جب تو تین سال کا تھا، یہی جگہ تھی، تو نے بیس بار پوچھا تھا اور میں نے بیسوں بار تیرا ماتھا چوم کے بتایا تھا کہ یہ کوا ہے۔ پیار و شفقت کا خزانہ جس کے دل میں ہو نہاں، صرف ماں ہے، صرف ماں ہے، صرف ماں ہے، صرف ماں۔

ماں، امیر کی ہو یا غریب کی، بچے کی ہو یا بڑے کی، ماں، ماں ہی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی ثانی ہے نہ نعم البدل۔ حضرت رابعہ بصریؒ کا کہنا ہے: ''جب میں دنیا کے ہنگاموں سے تھک جاتی اور اپنے اندر کے شور سے ڈر جاتی ہوں، تو اللہ کے آگے جھک جاتی ہوں یا پھر اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر جی بھر کے رو لیتی ہوں۔'' سچ تو یہ ہے کہ رب کے آگے جھکنے میں جو سکون واطمینان اور لطف و سرور ہے، اس کی اگر کوئی ہلکی سی چھایا کہیں اور محسوس ہو سکتی ہے تو وہ ماں کی گود ہی ہے۔ ماں ایک ایسا گھنا شجر ہے جو زمانے کے نشیب و فراز، گرم، سرد ہواؤں میں اولاد کو ایسی راحت اور گھنیرا سایہ دیتا ہے کہ پھر جیسے دنیا کے ہر درد کا کانٹا ہی دل سے نکل جاتا ہے۔ حکیم لقمان نے کہا تھا: ''مجھ سے اگر میری ماں جدا کر دی جائے تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔'' بلاشبہ ماں کا وجود اولاد کے لیے باعثِ آرام و راحت، چین و سکون اور اطمینان ہی اطمینان ہے اور ساتھ ہی مہر و محبت، صبر و ایثار اور خلوص و وفا کی روشن دلیل بھی۔ ماؤں ہی سے دنیا کی تمام رونق، آبادی اور ہنگامہ ہائے شوق ہیں، انھی کی طفیل اسرار حیات کھلتے ہیں، زندگی کے سمندر میں موجیں اور حباب، لہروں کے پیچ و تاب اور متحیر کن گرداب، سب انھی کے دم قدم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ...... فرزندوں کی سیرت ماؤں سے بنتی ہے اور ماؤں ہی سے اِن میں صدق و وفا کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ ماں کی محبت انسان کی عادات و اطوار، گفتار و خیالات اور کردار کو تراشتی ہے۔ ...... ماں، یہ لفظ بہت وسیع معنی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ممتا، ایثار، قربانی، پیار، محبت، عزم، حوصلہ، دوست، ہمدرد، راہنما، استاد، خلوص، معصومیت، دعا، وفا، بے غرضی،

لگن، سچائی، پاکیزگی، سکون، خدمت، محنت، عظمت، عبادت، ایمان، دیانت، جذبہ، جنت یہ سب ماں کی خوبیوں کی صرف ایک جھلک ہے ورنہ اس کی خوبیاں تو اس قدر ہیں کہ لفظ ختم ہوجائیں مگر ماں کی تعریف ختم نہ ہو...... ماں ایک گھنے درخت کے مانند ہے جو مصائب کی تپتی تیز دھوپ میں اپنے تمام بچوں کو اپنی مامتا کے ٹھنڈے سائے تلے چھپا کر رکھتی ہے جیسے ایک مرغی مصیبت کے وقت اپنے تمام چوزوں کو اپنے پروں میں چھپالیتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ اسے چاہے کچھ بھی ہوجائے مگر اس کے بچے محفوظ رہیں، ایسی محبت صرف ایک ماں ہی دے سکتی ہے۔......ایک پنجابی شاعر نے کہا ہے کہ میں نے ماں سے بڑھ کر گھنی چھاؤں والا پودا نہیں دیکھا۔ سچ جانے تو خالق کائنات نے اِسی پودے کی خنک، گھنی اور معطر چھاؤں سے اپنی جنت بسائی ہے۔ یہ پودا عام پودوں سے کسی قدر مختلف ہے۔ عام پودوں اور درختوں کی جڑ سوکھ جائے تو وہ ختم ہوجاتے ہیں لیکن ماں ایک ایسا بوٹا ہے جس کے پھول مرجھا جائیں یعنی اُس کے بچوں کو کوئی گزند پہنچ جائے تو یہ بوٹا سوکھ جاتا ہے۔

دنیا دے ہور سبے بوٹے جڑ سکیاں مرجھاون...... ماں اک اجیہا بوٹا، پھل سکیاں مرجائے

ایک مرتبہ ایک چڑیا رزق کی تلاش میں کافی لمبا سفر گزارنے کے بعد واپس اپنے گھونسلے میں پہنچی تو اس کے بچوں نے پوچھا: ماں! تم نے بڑا سفر طے کیا، ہمیں بھی ذرا بتاؤ کہ آسمان کتنا بڑا ہے؟ چڑیا نے اپنے بچوں کو اپنے پروں میں سمیٹتے ہوئے نہایت اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا، بچو یاد رکھنا! والدین کے سائے سے بڑی کوئی چیز دنیا میں نہیں۔ ......اللہ تعالیٰ نے جب اپنی تخلیق کا شاہکار پیدا کرنا چاہا تو دنیا کی مختلف چیزوں میں مختلف صفات رکھ دیں مگر جب محبت کی تقسیم کا وقت آیا تو بڑے بڑے اس کا بوجھ اُٹھانے سے پس وپیش کرنے لگے مگر اس وقت ماں نے اپنا دامن حضور اقدس میں پھیلا دیا۔ قدرت خداوندی نے مستحسن نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے خزانہ کا ہر وہ موتی اس کی گود میں ڈال دیا جس پر محبت کے حروف کندہ تھے۔ یہ سچ کی تسبیح کے دانے میں نہیں ہے، ممتا سا بڑا موتی خزانے میں نہیں ہے۔

ماں کا دل اولاد کی ذرا سی تکلیف اور پریشانی پر یوں تڑپ اُٹھتا ہے جیسے کوئی بہت مصیبت آپڑی ہو۔ ماں کی یہ تڑپ انسان اور حیوان میں یکساں پائی جاتی ہے۔ ماں خواہ انسانوں کی ہو یا جانوروں کی، محبت کے جذبہ سے سرشار ہوتی ہے۔ اگر جانوروں کی ماؤں کا ایثار دیکھنا ہو تو امیر سبکتگین اور ہرنی کا وہ قصہ یاد کریں کہ امیر سبکتگین سلطان سنجر کا والد تھا۔ اس

کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اور وہ اپنا وقت بہت غریبی میں گزارتا تھا۔ جنگل کے شکار سے صبح وشام گذر اوقات کرتا تھا۔ اس نے ایک روز جنگل میں ایک ہرنی کو دیکھا جو اپنے بچے کے ساتھ جنگل میں چر رہی تھی۔ سبکتگین نے گھوڑا دوڑایا، ہرنی بھاگ گئی مگر اس کا بچہ چھوٹا تھا، اپنی ماں کے ساتھ بھاگ نہ سکا۔ سبکتگین نے اسے پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ پیر باندھ کر گھوڑے پر رکھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ ہرنی نے جب اپنے بچے کو اس حال میں دیکھا تو واپس آئی اور سبکتگین کے گھوڑے کے پیچھے دوڑنا اور رونا شروع کر دیا۔ سبکتگین کا دل تڑپ گیا۔ اس نے رحم کھا کر بچے کے ہاتھ پیر کھول دیے اور اسے آزاد کر دیا۔ ہرنی نے بچے کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان کی طرف شکریے کے انداز میں منہ کر کے دعا کی۔ اس کی دعا قبول ہوئی۔ سبکتگین اگرچہ خالی ہاتھ شہر واپس آیا مگر قدرت خداوندی نے اس کا دامن گوہر مراد سے بھر دیا۔ سبکتگین نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کو رات خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اُسے فرماتے ہیں: اے سبکتگین! اس محبت اور رحم کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تجھے قرب حاصل ہوا اور تجھے بادشاہی کی عزت بخشی۔ ماں کی محبت اور پھر اس کی دعا کے اثرات سے سبکتگین ایک ادنیٰ غلام سے ایک تاریخ ساز شخصیت بن گیا اور محمود غزنوی جیسے نامور بادشاہ اور فاتح ہندوستان کا والد کہلایا۔ یہ ہے ماں کی دعا کا اثر! اگر جانور کی ماں کی دعا کا یہ اثر ہے تو پھر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، اُس کی ماں کی دعا میں کیا اثر ہوگا۔ ...... ماں کی نصیحتیں اور دعائیں ہر وقت اولاد کو اپنے حصار میں لیے رکھتی ہیں۔ جب تک تمھاری ماں زندہ ہے تمھیں کسی بزرگ سے دعا کرانے کی ضرورت نہیں۔ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جو صاحب کشف تھے۔ میں نے کہا دیکھیے تو سہی، مجھ پر کسی نے سفلی عمل تو نہیں کیا؟ وہ مراقبے میں چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد سر اُٹھایا، بولے آپ پر کوئی سفلی عمل اثر نہیں کر سکتا۔ آپ کی ماں کی دعاؤں نے آپ کو چاروں طرف سے احاطے میں لے رکھا ہے۔ ......ہم ولیوں کے پاس بھاگتے پھرتے ہیں دعا کے لیے، مگر سب سے بڑا ولی اللہ تو آپ کے گھر میں ہے آپ کی ماں۔ ......لاکھ گرد اپنے حفاظت کی لکیریں کھینچو، ایک بھی ان میں نہیں ماں کی دعاؤں جیسی۔ ......میری امی اس دنیا میں نہیں ہیں، مگر یہ کس کا ہاتھ ہے جو مایوسیوں کے ہجوم میں میرے سر پر آہستہ آہستہ پھرنے لگتا ہے! یہ کس کی انگلیاں ہیں جو میرے گیلے گالوں کو چھونے لگتی ہیں اور سارے آنسو خشک ہو جاتے ہیں! یہ کس کا چہرہ ہے جو تاریکیوں میں طلوع ہو کر ہر طرف روشنی بکھیر دیتا ہے!

......مائیں سب کے لیے عظیم ہوتی ہیں، لیکن بعض مائیں محبت اور شفقت کے ساتھ صبر وضبط، شکر اور تربیت کا مینار ہوتی ہیں۔ یہی ان کی عظمت اور بزرگی کا نشان ہوتا ہے۔
......'ماں' کتنا پیارا لفظ ہے! اس میں محبت کی خوشبو اور گھنے سایہ دار درخت کی چھاؤں کا سکون اور راحت موجود ہے۔ پنجاب والوں نے ''ماواں ٹھنڈیاں چھانواں'' یونہی تو نہیں کہا۔
......زندگی رب العزت کی عطا کردہ ایک حسین اور دلکش نعمت ہے۔ اس نعمت کے سرسبز وشاداب گلشن کے مہکتے پھولوں میں ماتا کی محبت کا عرق ہی ''گل'' کی مہک اور پہچان ہے۔ ......ماں کی ممتا اولاد کے لیے زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہوتی ہے اور خوش بخت ہوتی ہے وہ اولاد جسے ماں کی آغوش ملے۔ ممتا کی آغوش اولاد کی جنت ہے اور ماں اپنی اولاد کے لیے ایک شفیق سایہ ہے جس میں زندگی کے ہر دکھ کی دوا ملتی ہے۔ جس انسان کو اپنے خون میں اپنی ماں کے وجود کا احساس ہو، وہ زندگی میں کبھی دھوکا نہیں کھاتا۔

جنت ابدی خوشی اور دائمی کامرانی کی آخری منزل ہے اور یہ آخری منزل ماں کی دہلیز کا درجہ اول ہے۔ سچ ہے، ماں کی شفقت میں اللہ کی ربوبیت جھلکتی ہے۔ ......سکول میں سالانہ کھیلوں کے لیے ہاکی ٹیم تشکیل دی گئی تو میرا نام بھی ٹیم میں شامل کیا گیا۔ پی ٹی ماسٹر نے پریکٹس کے لیے ہاکی خریدنے کی ہدایت کی۔ میں بڑا خوش ہوا، گھر آیا تو والدہ محترمہ سے کہا: ''ماں! آپ کے پاس میرے دو روپے جمع ہو گئے ہیں۔ کل سکول جاتے ہوئے مجھے وہ دو روپے دینا، میں نے ہاکی خریدنی ہے۔'' ماں نے میری طرف حیرانی سے دیکھا اور اپنے کام میں لگ گئی۔ صبح جب میں نے ماں سے دو روپے مانگے تو انہوں نے رومال میں بندھی روٹی میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''بیٹا! تمھاری جمع کردہ رقم سے میں تمھاری بہن کے لیے چپل خرید لائی ہوں۔'' ماں کے اس جواب پر میں تڑپ اُٹھا اور روتا ہوا سکول چلا آیا۔ ماں نے پیار بھری آواز میں کہا: ''بیٹا! روٹی لیتے جاؤ۔'' لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں دیوار کے ساتھ راستے پر جا رہا تھا اور دیوار کی دوسری طرف والدہ کھڑی تھی۔ ان کا پژمردہ چہرہ دیوار پہ رکھی جھاڑیوں میں سے نظر آ رہا تھا جیسے کوئی پرندہ کانٹوں بھری جھاڑی میں الجھ کر تڑپ رہا ہو۔ میں نے ماں کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں محبت تڑپ رہی تھی، کہہ رہی تھیں: ''بیٹا! کل تمھیں تمہارے دو روپے دے دوں گی۔ سکول جاتے ہوئے روٹی ساتھ لے جاؤ، تمھیں بھوک لگے گی تو کیا کھاؤ گے؟'' لیکن بچپن کی بے علمی نے مجھے ماں کو تڑپتے چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ سکول

سے واپسی پر دور سے دیکھا تو ماں اسی مقام پر کھڑی میرا راستہ دیکھ رہی تھیں۔ میرا دل ابل پڑا۔ گھر آیا، تو ماں چارپائی پر بیٹھی رو رہی تھیں۔ میں ان سے لپٹ گیا اور اپنی غلطی پر معافی مانگی۔ ماں نے کہا: ''تمھیں معلوم ہے آج کا دن مجھ پر کیسے گزرا؟ تم نے دو روپے کے لیے مجھے سارا دن تڑپایا۔ یہ لو اپنے دو روپے۔'' میں ماں سے لپٹ گیا اور کہا: ''ماں! مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آئندہ آپ کو پریشان نہیں کروں گا۔'' ماں نے معاف کر دیا، مجھے پیار کیا اور اُٹھ کر کھانا لے آئیں۔ میں کھانا کھانے لگا تو وہ کہنے لگیں: ''مجھ سے نہیں کہو گے کھانے کے لیے؟'' میں نے کہا: ''کیا آپ نے کھانا نہیں کھایا؟'' بیٹا سکول میں بھوکا رہے اور ماں کھانا کھائے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' اور پھر آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے!

...... میری ماں جب مجھے ڈانٹتی تو کہتی: ''وے تیرا ککھ نہ جائے (خدا کرے تمہارا کچھ نہ بگڑے) میں آج بھی اپنی ماں کی ایسی ہی سرزنش اور ایسی ہی دعا کے سائے تلے زندہ ہوں۔ ......میری ماں کی دعاؤں کا فیض ہے مجھ پر، میں ڈوبتا ہوں تو دریا سوکھ جاتا ہے۔ ......حقیقت یہ ہے کہ ہر بڑی شخصیت کے پیچھے اس کی تخلیق کار اور تہذیب کار کھڑی ہے یعنی پہلا سکول آف آرٹس موجود ہے۔ سو ماں کا رشتہ ہی ایسا ہے کہ وہ سدا محبت ہی محبت ہے، ایثار ہی ایثار ہے۔ دکھوں اور غموں کو اپنے دل کی چھلنی سے گزار کر خالص ممتا بھرا سلوک بانٹتے رہنا اس کی فضیلت ہے جو خدا داد تو ہے، مگر تابندہ ستاروں کی طرح روشن اور ہر دم تازہ ہوا کی بوباس لیے ہوتی ہے۔ ......الفاظ اظہار کا ذریعہ تو بے شک ہیں مگر احساس کا پیکر نہیں پا سکتے۔ پھر بھی اگر دنیا میں محبت، صبر اور ایثار کو گوندھ کر کوئی چیز تیار کی جا سکتی ہے تو وہ ماں ہے۔ ......والدین اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہوتے ہیں۔ اگر آپ اتنے خوش قسمت ہیں کہ ان دونوں کا سایہ نصیب ہے تو جی بھر کے ان کی خدمت کیجیے اور اگر ان میں سے ایک سلامت ہے تو اس کی خوشنودی اپنا ایمان بنا لیجیے۔ یاد رکھیں دنیا میں پھلنے پھولنے کے لیے والدین کی دعا بہت ضروری ہے۔ اس سے بڑا کوئی مسیحا نہیں، کوئی دوا نہیں، کوئی توڑ نہیں، یہ دعا ایک ایسی چھایا ہے جو آپ کو دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دیتی ہے بلکہ قیامت تک آپ پر ایک سائبان بن کر چھائی رہتی ہے، اگر آپ دنیا میں عزت و مرتبہ چاہتے ہیں تو اسے والدین کے قدموں میں تلاش کریں! ......اس جہان فانی میں یوں تو محبت بے شمار شکلوں میں موجود ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی رشتوں میں محبت کا افضل ترین اور سب سے خالص روپ ممتا ہے۔ مجموعی طور پر ہر ماں اپنی اولاد کے لیے محبت و شفقت کا

روشن مینارہ ہوتی ہے۔......جس گھر ماں نہیں ہوندی، اس گھر چھاں نہیں ہوندی۔

ایک بچہ میڈیکل سٹور پر گیا اور دس روپے کا نوٹ دے کر کہا: ''انکل! میرے پاس بس اتنے ہی پیسے ہیں، کیا اتنے پیسوں میں مجھے معجزہ مل جائے گا؟'' یہ سن کر سٹور والا خاصا حیران ہوا اور پوچھا: ''بیٹا! تمھیں معجزہ کیوں چاہیے؟'' بچے نے معصومیت سے جواب دیا ''انکل! ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اب کوئی معجزہ ہی میری ماں کو بچا سکتا ہے!!'' ......ماں ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جو ایک بار واپس لے لی جائے تو عمر بھر ریاضت وعبادت سے بھی دوبارہ حاصل نہیں کی جاسکتی۔ جب میری والدہ کی میت کو گھر کے صحن میں رکھا گیا۔ کسی نے آخری دیدار کے لیے چہرے سے کفن کی چادر سرکائی تو چہرے کے گرد تقدس کا ہالہ دیکھ کر حاضرین نے شور ماتم کے بجائے بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے، لیکن میں فیصلہ نہ کر سکا کہ یہ آنسو صدمے کے ہیں یا اس احساس مسرت کے کہ میں ایک عظیم ماں کا بیٹا ہوں! بے اختیار میرا جی چاہا کہ میں میت کی پائنتی کی طرف جا کر والدہ کے تلوے چوم لوں، لیکن پھر یہ سوچ کر رہ گیا کہ ؏ کیوں مرے لب سے ہوں جنت کے نشاں آلودہ!

جب انسان اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ ......مت نظر انداز کرنا کبھی ماں کی تکلیفوں کو اے دوست، جب یہ بچھڑتی ہیں تو ریشم کے تکیوں پر بھی نیند نہیں آتی۔ ...... ماں باپ دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہیں۔ ماں نہ ہو تو دل کو دلاسا دینے والا کوئی نہیں ہوتا اور اگر باپ نہ ہو تو زندگی کی دوڑ میں اچھا مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ......ماں تیرے بعد بتا کون لبوں سے اپنے، وقت رخصت میرے ماتھے پہ دعا لکھے گا۔ ......میڈی ماں وی کتنی سادی اے، میکوں چن دا ٹوٹا آہدی اے۔ ......والدین کی قدر کرو، یہ ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہیں گے۔ ......وہ لوگ ہمیں محبت کا درس کیا دیں گے؟ جو اپنے کتے کو تو ساتھ سلاتے ہیں لیکن اپنی ماں کو اولڈ ہوم چھوڑ آتے ہیں۔ ......صبح سے شام تک سخت محنت کے بعد جب گھر گیا تو باپ نے پوچھا کیا کمایا؟ بیوی نے پوچھا، کیا بچایا؟ بچوں نے پوچھا، کیا لایا؟ صرف ماں نے پوچھا، بیٹا دن میں کچھ کھایا بھی تھا کہ نہیں؟ بہت کمزور لگ رہا ہے۔......اگر آپ فیس بک اور ٹویٹر پر مدر ڈے کے سٹیٹس پوسٹ کر کے تھک چکے ہیں تو اب دوسرے کمرے میں بیٹھی ماں کا حال بھی پوچھ لیں۔......وہ سردیوں کی ایک یخ بستہ شام تھی۔ حد نظر ہر شے کو برف یوں ڈھانپے ہوئے تھی گویا ہر چیز چاندنی سے تراشی گئی ہو۔ ایک عجیب سی خامشی سے لگتا تھا،

ساری کائنات کسی کے انتظار میں ہاتھ باندھے کھڑی ہے پھر فردوس کا سب سے خوبصورت پھول اس بندی ناچیز کی گود میں اور جنت قدموں میں ڈال دی گئی جب تم نے جنم لیا۔ عین اسی لمحے میری ہستی وہیں کہیں تحلیل ہوگئی تھی۔ وہ درد کی انتہا سے گزر جانے والی اب صرف تمھاری ماں تھی جو آنکھوں میں آنسو، لبوں پہ مسکراہٹ اور گود میں تمھیں لیے تمہارے کل کا سوچ رہی تھی۔......گھر میں اپنی اولاد پر بات بات پر پابندیاں لگانے والے والدین بظاہر کسی سخت گیر تھانیدار جیسے لگتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایسے معصوم پرندوں کے مانند ہوتے ہیں جن کو ہر وقت یہی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے بچوں اور گھُونسلے کو کہیں کوئی باہر سے آنے والا نقصان نہ پہنچا دے!......جب ماں اپنی اولاد کے لیے دعا کرتی ہے تو زمین اور آسمان کے درمیان کے سارے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور اللہ وہ دعا خود سنتا ہے۔......ماں ایک ایسا بینک ہے جہاں آپ ہر احساس اور دکھ جمع کر سکتے ہیں اور باپ ایک ایسا کریڈیٹ کارڈ ہے جو بیلنس نہ ہوتے ہوئے بھی ہمارے خواب پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔......ایک بیٹا اپنے بوڑھے والد کو اولڈ ہوم چھوڑ کر واپس آ رہا تھا، اس کی بیوی نے اسے یہ یقینی بنانے کے لیے فون کیا کہ والد تہوار وغیرہ کی چھٹی میں بھی وہیں رہیں، گھر نہ چلے آیا کریں! بیٹا پلٹ کے گیا تو پتا چلا کہ اس کے والد یتیم خانے کے سربراہ کے ساتھ ایسے گھل مل کر بات کر رہے ہیں کہ بہت پرانا اور قریبی تعلق ہو، تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر بیٹے نے یتیم خانے کے سربراہ سے پوچھا: ''آپ میرے والد کو کب سے جانتے ہیں؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''گزشتہ تیس سال سے جب وہ ہمارے ہی ایک یتیم خانے سے ایک یتیم بچے کو گود لینے آئے تھے!''......اِس سوکھی چھڑی سے بدتر ہے وہ اولاد جو بڑھاپے میں ماں باپ کا سہارا نہ بن سکے!......جو اپنے ماں باپ کا نہیں ہو سکا، وہ کسی کا بھی نہیں ہو سکتا۔......لبوں پہ اس کے بددُعا نہیں ہوتی، بس اک ماں ہے جو کبھی خفا نہیں ہوتی۔ ماں کی دُعا، ناممکنات کو ممکن بنا دیتی ہے۔......ماں سے بڑھ کر کوئی نام کیا ہوگا، اُس نام کا ہم سے احترام کیا ہوگا، جس کے پیروں کے نیچے جنت ہے اُس کے سر کا مقام کیا ہوگا۔......اس معاشرے میں عورت کا مرتبہ بھلا کیسے بلند ہو سکتا ہے؟ جس معاشرے میں مردوں کی آپس کی لڑائیوں میں گالی ماں کو دی جاتی ہو!......ایک پل پار کرتے ہوئے ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لو، بیٹے نے ماں سے کہا کہ نہیں، ماں آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں، ماں: اس میں کیا فرق ہے؟ بیٹا: اگر میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو شاید میں مشکل میں آپ کا ہاتھ چھوڑ دوں، لیکن اگر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے یقین

ہے کہ آپ میرا ہاتھ کسی بھی حالت میں نہیں چھوڑیں گی۔

بس سے اُتر کر جیب میں ہاتھ ڈالا، میں چونک پڑا، جیب کٹ چکی تھی، جیب میں تھا بھی کیا؟ کل نو روپے اور ایک خط جو میں نے ماں کو لکھا تھا: ''میری نوکری چھوٹ گئی ہے، ابھی پیسے نہیں بھیج پاؤں گا'' تین دنوں سے وہ پوسٹ کارڈ جیب میں پڑا تھا، پوسٹ کرنے کو طبیعت نہیں چاہ رہی تھی، نو روپے جا چکے تھے، یوں نو روپے کوئی بڑی رقم نہیں تھی، لیکن جس کی نوکری چھوٹ گئی ہو، اُس کے لیے نو روپے، نو سو روپے سے کم بھی نہیں ہوتے، کچھ دن گزرے، ماں کا خط ملا، پڑھنے سے پہلے میں سہم سا گیا، ضرور پیسے بھیجنے کو لکھا ہوگا۔ لیکن خط پڑھ کر میں ششدر رہ گیا! ماں نے لکھا تھا: ''بیٹا! تیرا بھیجا ہوا پچاس روپے کا منی آرڈر ملا، تو کتنا اچھا ہے، پیسے بھیجنے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا۔'' میں کافی دنوں تک اس تذبذب میں رہا کہ آخر ماں کو پیسے کس نے بھیجے؟ کچھ دن بعد ایک اور خط ملا۔ آڑی ترچھی تحریر، بڑی مشکل سے پڑھ سکا: ''بھائی نو روپے تمہارے اور اکتالیس روپے اپنے ملا کر میں نے تمہاری ماں کو منی آرڈر بھیج دیا ہے، فکر نہ کرنا، ماں تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہے نا! وہ کیوں بھوکی رہے؟ تمہارا جیب کترا!''

......ایک ٹیچر نے اپنے طالب علموں سے کہا: اگر تم میں سے کوئی مجھے مٹھی بھر جنت کی دھول (مٹی) لا کے دے گا، تو وہ تم سب میں ایک کامیاب طالب علم ہوگا۔ اگلے دن، ایک چھوٹا سا طالب علم مٹھی بھر دھول (مٹی) ساتھ لے آیا اور اپنے استاد کو دے دی۔ استاد نے قدرے سختی سے کہا: ''کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو، یہ تم کہاں سے لائے ہو؟'' طالب علم نے آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ جواب دیا ''یہ دھول میں اپنی ماں کے قدموں کے نیچے سے لایا ہوں، آپ ہی نے تو ہمیں سکھایا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے! ......ماں کی قدر کرو کیونکہ یہ اللہ کا انسان کے لیے انمول تحفہ ہے۔ ......والدین کی مثال دو آنکھوں سی ہے ایک دائیں ہے، تو دوسری بائیں، اگر ایک آنکھ چلی جائے تو بینائی متاثر ہوتی ہے اور اگر دونوں چلی جائیں تو انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اپنے والدین کی حفاظت کیجیے اور ان کا خیال اپنی آنکھوں کی طرح رکھو اور کہتے رہا کرو، وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:24) اور عرض کرو، اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح اُنہوں نے (بڑی محبت و پیار سے) مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔ ......اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے رہا کرو کہ یا اللہ! میرے والدین کو ان ستر ہزار لوگوں میں شامل فرما دے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ...... یہ

کہہ کر میں فرشتوں سے جنت میں چلا جاؤں گا کہ میں اپنی ماں کے قدموں کے نشان ڈھونڈ رہا ہوں۔ عجب میں نے ماں کا پیار دیکھا، کھا بیٹا رہا تھا اور پیٹ ماں کا بھر رہا تھا۔...... مجھے اپنی آغوش میں شفقت دے دو، میرے ماتھے پر لبِ محبت رکھ دو مجھے میٹھی لوری سنا کر، میرے سارے غم مٹا کر، اپنے سینے کی ٹھنڈک میں چھپا لو اے ماں! مدت ہوئی میں رویا نہیں ہوں، کئی راتیں کٹ گئیں میں سویا نہیں ہوں۔

ماں باپ کا ادب و احترام بہت ضروری ہے۔ جس نے ماں باپ کا ادب و احترام اور قدر و منزلت نہ کی، وہ زمانے کی نظر میں ذلیل و خوار اور رسوا ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی جاتا ہے، اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔...... اگر تم ستر سال تک کعبہ کا طواف کر کے اُس کی نیکیاں اپنے ماں باپ کو ہدیہ کرتے رہو، تب بھی تم اُس آنسو کے ایک قطرے کا بوجھ ہلکا نہیں کر سکتے جو تمھاری بدسلوکی کی وجہ سے تمہارے ماں باپ کی آنکھ سے گرا۔...... پرانی کہاوت ہے کہ بیوی نے خاوند سے کہا، ماں کا دل نکال کر لاؤ، تب میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ شوہر ماں کے پاس گیا اور قتل کر کے اُس کے جسم سے دل نکالا اور بھاگتا ہوا بیوی کے پاس آ رہا تھا کہ راستے میں ٹھوکر لگی اور گر گیا۔ ماں کے دل سے آواز آئی، بیٹا چوٹ تو نہیں لگی، ماں! تیری عظمت کو سلام!...... ماں باپ پر ظلم کرنے اور ان کو گالیاں دینے والوں کو دنیا میں طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہوئے دیکھا ہے، اگر والدین کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کے لیے استغفار کریں اگر زندہ ہیں تو معافی مانگیں، ورنہ زندگی جہنم سے بھی بدتر ہو جائے گی۔...... ماں باپ کی آنکھوں میں دوبار آنسو آتے ہیں، ایک جب بیٹی گھر چھوڑے، دوسرا جب بیٹا اُن سے منہ موڑ لے۔...... اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق پر اتنے احسانات ہیں کہ حضور سرورِ کونین (کروڑوں درود و سلام ان پر) کے قلب و منور پر نزول الفاظ ''فبای الآء ربکما تکذبن'' کا احاطہ یہ انسان کر ہی نہیں سکتا۔ اب اگر اس تناظر میں ان جملہ عطا کردہ نعمتوں، ڈھیروں جزئیات میں سے صرف ایک جز لفظ ''ماں'' پر غور کریں تو اس انمول صنف کی ایک رات کا حق بھی ادا نہ ہو پائے گا اور ذات حقیقی کے بعد ایک فانی جسم ناتواں کو پروان چڑھانے کا ماں کا حق بھی نعمت غیر مترقبہ کے طور پر تسلیم کرنا پڑے گا۔...... ایک آدمی نے اپنی ماں کو کندھے پر بٹھا کر آٹھ حج کروائے۔ آٹھویں حج پر اسے خیال آیا شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ اسی خیال میں تھا کہ غیب سے آواز آئی: ''سخت سردیوں کے دن تھے، تو چھوٹا تھا اور ماں کے ساتھ سویا ہوا تھا، تو نے بستر گیلا کر دیا۔ گھر میں اس وقت اور کوئی بستر نہیں تھا۔ تیری ماں نے تجھے اُٹھا کر بستر کے

خشک حصہ پر لٹا دیا اور خود گیلے حصے پر لیٹ گئی اور کڑکتی سردیوں میں ساری رات اس نے ایسے ہی گزار دی۔تو ماں کے حق کی بات کرتا ہے، ارے نادان! تو، تو ابھی تک اس ایک رات کا حق ادا نہیں کر پایا۔'' ......جس نے اپنی ماں کے پاؤں کو بوسہ دیا گویا اُس نے کعبہ کی دہلیز کو بوسہ دیا۔......ماں سے پوچھا گیا: آپ اپنے بچوں میں کس بچے سے زیادہ پیار کرتی ہیں؟ ماں کے لیے یہ سوال بڑا پریشان کن تھا لیکن ماں نے بہت سوچ کر جواب دیا: ''بیمار بچے سے زیادہ پیار کرتی ہوں جب تک وہ صحت یاب نہ ہو جائے۔'' پھر ماں نے جواب دیا: ''چھوٹے بچے سے زیادہ پیار کرتی ہوں جب تک وہ بڑا نہ ہو جائے۔'' پھر ماں نے مزید کچھ سوچا اور جواب دیا: ''جو بچہ میری آنکھوں سے دور ہو، اس سے زیادہ پیار کرتی ہوں جب تک وہ واپس نہ لوٹ آئے۔'' اپنے گذشتہ تینوں جوابات سے غیر مطمئن ماں نے جھنجھلاتے ہوئے جواب دیا: ''اپنے سب بچوں سے زیادہ پیار کرتی ہوں جب تک میں مَر نہ جاؤں۔'' ......سارے رشتے پیدا ہونے کے بعد بنتے ہیں۔ ماں وہ واحد رشتہ ہے جو ہمارے پیدا ہونے سے نو ماہ پہلے بن جاتا ہے۔ وہ بس وہی کھاتی ہے جس سے ہمیں نقصان نہ ہو۔ وہ بڑے سے بڑے درد میں بھی عذاب بھگت لیتی ہے مگر درد مارنے کی دوا نہیں کھاتی کہ کہیں وہ دوا ہم کو نہ مار دے۔ ہم اس کی پسند کے کھانے چھڑا دیتے ہیں، ہم اس پر نیند حرام کر دیتے ہیں، وہ کسی ایک طرف ہو کر چین سے سو نہیں سکتی، وہ سوتے میں بھی جاگتی رہتی ہے۔ وہ نو مہینے ایک عذاب سے گزرتی ہے، گرتی ہے تو پیٹ کے بل نہیں گرتی، پہلو کے بل گر کر ہڈی تڑوا لیتی ہے لیکن تجھے بچا لیتی ہے۔ اس نے ابھی تیری شکل نہیں دیکھی۔ لوگ تیری شکل دیکھ کر تجھ سے پیار کرتے ہیں، وہ غائبانہ پیار کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی رشتہ اس خلوص کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ خدا کو اس پر اتنا اعتبار ہے کہ اس کو اپنی محبت کا پیمانہ بنا لیا۔ وہ نو ماہ تک پیٹ جیسی نازک جگہ میں تجھے اُٹھائے پھرتی ہے اور جنتی ہے تو قیامت سے گزر جاتی ہے اور ہوش آتا ہے تو پہلا سوال تیری خیریت کا ہی ہوتا ہے۔ خدا کے بعد وہ واحد ہستی ہے جو تیرے عیب چھپا چھپا کر رکھتی ہے، تیری حمایت میں، وہ عذر تراشتی ہے، تیرے باپ کو مطمئن اور تجھے حیران کر دیتی ہے، خدا کے سوا کوئی تیرا اتنا خیال نہیں رکھتا، جتنا ماں رکھتی ہے، خدا نے بھی جنت اٹھا کر اس کے قدموں میں رکھ دی۔ ......کوئی بھی رشتہ ماں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک نابینا عورت ہسپتال میں اپنے بیٹے کے بیڈ کے قریب بیٹھی رو رہی تھی کہ اچانک ایک فرشتہ نمودار ہوا اور اُس عورت سے پوچھا: ''اے

خاتون، میں اللہ کی جانب سے آیا ہوں۔ اللہ چاہتا ہے کہ آپ کی کوئی ایک آرزو پوری کرے۔ بولو، اللہ سے کیا چاہتی ہو؟ عورت نے کہا: ''اللہ سے چاہتی ہوں کہ میرے بیٹے کو شفایاب کرے۔'' فرشتے نے کہا: پچھتاؤ گی تو نہیں؟ ہرگز نہیں۔ عورت نے فوراً جواب دیا۔ لو اللہ نے تمہارے بیٹے کو شفا بخش دی ہے۔ مگر تم اپنی آنکھوں کی بینائی واپس لانے کی بھی تو آرزو کر سکتی تھی۔ وہ عورت مسکرا کر بولی: ''تم نہیں سمجھو گے، کئی برس بیت گئے اور وہ بچہ بڑا ہوا۔ پڑھ لکھ کر ایک کامیاب انسان بن گیا اور اس کی ماں اس کی کامیابیوں کا جشن ہر موقع پر مناتی رہتی۔ اس نے شادی کر لی۔ وہ اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنی ماں سے کہنے لگا: ماں!'' مجھے نہیں پتا کہ یہ بات میں آپ کو کیسے بتاؤں، مگر مسئلہ یہ ہے کہ میری بیوی آپ کے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہ سکتی۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک علیحدہ مکان خریدوں جس میں آپ رہ سکیں۔ ماں نے کہا: ''نہیں بیٹا! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جا کر اپنی ہم عمروں کے ساتھ ایک گھر میں رہوں گی، تم فکر نہ کرو، بہت اچھی گزرے گی۔'' یہ کہہ کر وہ بیٹے کے گھر سے نکل گئی اور ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگی۔ وہی فرشتہ پھر نازل ہوا اور کہنے لگا: ''اے ماں! دیکھ لیا آپ کے بیٹے نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اب پچھتا رہی ہو؟ چاہتی ہو کہ اسے بددعا دو؟ ماں نے کہا: نہ میں پشیمان ہوں اور نہ اسے بددعا دینا چاہتی ہوں۔ تم کبھی ان باتوں کو نہیں سمجھو گے۔ فرشتے نے کہا لیکن ایک مرتبہ پھر اللہ تم پر مہربان ہو رہا ہے اور تمھاری ایک دلی آرزو پوری کرنا چاہتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنی آنکھوں کی بینائی واپس حاصل کرنا چاہتی ہو۔ کہو کیا میرا اندازہ درست ہے؟'' ماں نے پھر پورے اطمینان سے کہا: ''نہیں! فرشتے نے تعجب سے پوچھا: ''پھر کون سی آرزو کرنا چاہتی ہو؟'' میں چاہتی ہوں کہ میری بہو ایک اچھی بیوی بن جائے تا کہ وہ میرے بیٹے کو خوش رکھ سکے کیونکہ اب میں اُس کا خیال رکھنے کے لیے اس کے پاس نہیں ہوں۔'' ...... پردیس میں رہنے والا شخص اس وقت مر سا جاتا ہے جب ماں فون پر کہے: ''پتر پیسے نہ بھیجیں، جے تینوں ٹائم ملے تے گھر چکر لا جا، ساہ دا کی بھروسا!!'' ...... برتن مانجھ کر بھی ماں تین چار بچے پال ہی لیتی ہے مگر تین چار بچوں سے ایک ماں نہیں سنبھالی جاتی۔ ...... چھوٹے تھے تب لڑتے تھے ماں میری ہے، ماں میری ہے، بڑے ہو کر لڑتے ہیں ماں تیری ہے، ماں تیری ہے۔ ...... ماں کی محبت کا دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ ...... ساری رات سوتے ہوئے میں نے جنت کی سیر کی صبح جو آنکھ کھلی تو دیکھا سر ماں کے قدموں میں تھا۔ ...... لڑکی: میرے بنا تم یہ

دنیا چھوڑ سکتے ہو؟ لڑکا: تیرے بنا میں یہ دُنیا تو چھوڑ دوں پر، اُس دل کو کیسے دُکھاؤں جو روز دروازے پہ کھڑی کہتی ہے بیٹا! گھر جلدی آجانا کسی کے لیے جان دینے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ کسی نے اپنی جان پہ کھیل کر تمھیں زندگی دی ہے۔...... میرے دل کی مسجد میں جب بھی تیری یادوں کی اذان ہوتی ہے اے ماں! میں اپنے ہی آنسوؤں سے وضو کر کے تیرے جینے کی دُعا کرتا ہوں۔ ......صرف وہی لوگ مقدر والے ہوتے ہیں جن کے ساتھ ماں کی دعائیں ہوتی ہیں۔ ......جس گھر میں تعلیم اور نیک ماں ہو، وہ گھر تہذیب اور انسانیت کی یونیورسٹی ہے۔ ......ممتا کی تعریف نہ پوچھو، چڑیا سانپ سے لڑ جاتی ہے۔ ...... کتنے طوفان مجھے دیکھ کے رخ موڑتے ہیں، مجھ پہ ماں تیری دعاؤں کا اثر ہے کتنا۔ ......نخرے تو اماں ابا ہی اُٹھاتے ہیں، دنیا والے تو بس انگلیاں اُٹھاتے ہیں! ......باپ سراں دے تاج محمدؐ تے ماواں ٹھنڈیاں چھاواں، ہر اک چیز بازاروں لبھدی تے نہیں لبھدیاں نے ماواں۔ ......تو نے رلا کے رکھ دیا اے زندگی، جا کے پوچھ میری ماں سے کتنے لاڈلے تھے ہم۔ ......روٹیاں تے جوتیاں ماں دے ہتھ دیاں ای چنگیاں لگدیاں نے۔ ...... مجھے اتنی فرصت کہاں کہ اپنی تقدیر کا لکھا دیکھوں، بس اپنی ماں کی مسکراہٹ دیکھ کر سمجھ جاتا ہوں کہ میری تقدیر بلند ہے۔ ......دنیا میں سب سے زیادہ دولت اُس کے پاس ہے جس کی ماں زندہ ہے۔ ٹر جاون اِک وار تے ماواں لبھدییاں نیئں۔

ماں کا منصب اور اس کا حفظ و احترام ''اسلام'' ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کا کہنا ہے: ''اگر ٹھیک طور پر دیکھو تو ماں کا وجود رحمت ہے، اس بنا پر کہ اس کو نبوت سے نسبت ہے۔ اس کی شفقت، پیغمبرانہ شفقت جیسی ہے جس سے قوموں کی سیرت سازی ہوتی ہے۔ ماں کے جذبہ محبت کی بدولت ہماری تعمیر پختہ تر اور اس کی پیشانی کی سلوٹوں میں ہماری تقدیر پنہاں ہوتی ہے۔ اگر تم الفاظ کے معنی تک رسائی رکھتے ہو تو لفظ ''امت'' پر غور کرو، اس میں بڑے نکات ہیں۔ مقصودِ کائنات پیغمبر ﷺ نے فرمایا: 'ماؤں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔' ملت رحمی رشتے کی تکریم پر قائم ہے، اگر یہ نہیں تو زندگی کا ہر کام خام رہ جاتا ہے۔ ماں سے زندگی سرگرم عمل ہے۔ ماں ہی سے زندگی کے اسرار بے نقاب ہوتے ہیں۔ ہماری ملت کی ندی میں ہر پیچ و تاب ماں سے ہے۔ اس ندی میں موجیں گرداب اور بلبلے اسی وجود کے باعث ہیں۔ ملت کو ماں کی آغوش سے اگر ایک ہی مسلمان حاصل ہو جائے جو غیرت مند اور حق پرست ہو تو ہمارا وجود ان رنجوں سے محفوظ ہو جائے، اس کی شام کی بدولت ہماری صبح دنیا کو روشن کر دے۔''

نذرانۂ وِجدان

مجاہدِ ختم نبوت، جاں سپارِ وادئ بطحا، فدائے کوئے رسول، برادرِ مکرم جناب محمد متین خالد کی دلنواز شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تحریکِ ختم نبوت کی آب یاری اور معاندین ختم نبوت کی بیخ کنی اُن کی زندگی کا مقصد وحید ٹھہرا ہے۔ قصر مرزائیت اُن کے بے باک ولولوں اور بے قرار طنطنوں کے سامنے لرزہ براندام نظر آتا ہے۔ بغیر کسی تصنع اور ریا کے، میں اُنہیں دین خدا و مصطفیٰ ﷺ کا بے لوث مجاہد کہتا ہوں۔ وہ گاہے گاہے اپنے رشحاتِ قلم کے ذریعے مختلف کتابوں اور کتابچوں کی شکل میں اپنے سینے میں ملت اسلامیہ کا درد لیے منصۂ شہود پر جلوہ گر رہتے ہیں۔ زیرِ نظر کتابچہ ''ماں'' جیسی نادر الوجود اور لامثال ہستی کے بارے میں اُن کی کلک گہر بار سے نکلا ہوا ایسا نذرانۂ عقیدت ہے جو ایک قاری کو عالم از خود رفتگی میں لے جاتا ہے۔ اُن کی تحریروں میں پائے جانے والے سیل رنگ و نور کے سامنے قاری ایک ایسے دریائے شفقت و محبت میں غوطہ زن نظر آتا ہے جس کی تلاطم خیز موجیں نجانے اُسے کہاں سے کہاں لے جاتی ہیں۔ میں نے ان اوراق تقدس وتحرم کا اشکبار آنکھوں کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ ایک ایک لفظ سے ارادت وعقیدت کے طوفان اُمڈتے نظر آئے اور میرے گوشہائے چشم سے آنسو ڈھلکتے رہے

؎ اولاد پر اگرچہ پدر بھی نثار ہے...... پر ماں کا دل تو رحمتِ پروردگار ہے

یہ ایک ایسا بلیغ موضوع ہے جس پر اظہارِ خیال کے لیے میرے قلم کی جولانیاں از خود نثار ہونے کو تیار نظر آئیں۔ مگر قلتِ قرطاس و وقت کا احساس دامن گیر ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس پناہ میں دعا ہے کہ وہ اس فدا کارِ رسول کو اپنی عنایات سے بہرہ اندوز کرے جس نے ماں کی عظمت و ارتفاع اور اوجِ دارین پر قلم اُٹھانے کی سعادت حاصل کر کے فردوس بریں کی بہارِ جاودانہ پر اپنا استحقاق ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ ماں کا احترام اور اُس کے قدموں کی دھول اپنی آنکھوں میں سجا لینے سے جنت میں داخلے کے لیے کوئی فصیل حائل نہیں رہتی۔

نیاز آگیں

پروفیسر تفاخر محمود گوندل

(معروف سیرت نگار، دانشور، کالم نگار، مصنف کتب کثیرہ)